اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

”دین کی ضروری باتیں“(part 03a)

والدین کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“ part 01,02** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت(ability) ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنّی عالم / سُنّی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے(beleives) سیکھنے سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

109 ”شیطان میرا نوکر(servent) ہے“

حضرت **ایوب** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمارے علاقے(محلّے وغیرہ) میں اللہ کریم پر مکمل یقین (believe) رکھنے والا ایک نوجوان (young man) رہتا تھا۔ وہ عبادت اور اللہ کریم پر بھروسہ (trust) کرنے کے معاملے میں بہت مشہور(famous) تھا۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ لیتا۔ جب بھی کھانے کی ضرورت ہوتی اسے اپنے سامنے سکّوں(coins) سے بھری ایک تھیلی مل جاتی۔ اسی طرح وہ اپنے دن رات عبادت میں گزار رہا تھا۔ ایک مرتبہ لوگوں نے اس سے کہا: اے نوجوان! تو سکّوں کی وہ تھیلی(pouch of coins) لینے سے ڈر! ہو سکتا ہے شیطان تجھے دھوکا دے(cheat کر) رہا ہو اور وہ تھیلی اسی کی طرف سے ہو۔

اس نے کہا: میری نظر تو اپنے ربّ کی رحمت اور کرم کی طرف ہے، میں اللہ کریم کے علاوہ(other) کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا، جب میرا ربّ مجھے دیتا ہے تو میں لے لیتا ہوں۔ اگر وہ سکّوں(coins) کی تھیلی میرے دشمن شیطان کی طرف سے ہو تو اس میں میرا کیا نقصان بلکہ مجھے فائدہ ہی ہے کہ اللہ کریم نے میرے دشمن کو میرا نوکر(servant) بنا دیا ہے۔ مزید(more) اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن، میرا نوکر بن کر میری خدمت(service) کرے اور میں اس کی طرف نظر بھی نہ کروں بلکہ یہ سمجھوں کہ اللہ کریم مجھے مال دے رہا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھو کہ اللہ کریم صرف مجھے ہی نہیں بلکہ وہ تو ساری دنیا کو ہی دے رہا ہے۔ اُس نوجوان کی یہ بات سن کر لوگ خاموش ہوگئے اور سمجھ گئے کہ اس کو

واقعی (really) اللہ کریم کی طرف سے ہی مال مل رہا ہے۔(عیون الحکایات،ج۲،ص۱۰۵)

اس سچے واقعے سے یہ پتا چلا کہ اللہ کریم جو چاہے کر سکتا ہے، جسے جس طرح چاہے دے سکتا ہے۔ اُسے کسی کی ضرورت نہیں، نہ لوگوں کی، نہ فرشتوں کی، نہ سِکّوں (coins) کی۔ اپنے نیک بندوں کو کبھی بہت آسان انداز (easy style) سے مال دے دیتا ہے مگر اس نے دنیا کا ایک نظام (system) بنایا ہے، ہمیں جائز طریقے سے حلال کمانا (earn کرنا) ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نیک لوگوں کو مال کمانے میں مشکل ہو کیونکہ دنیا امتحان (examination) کی جگہ ہے اور جو اللہ کریم کی رحمت سے اس امتحان میں پاس (pass) ہو گا، وہ اللہ کریم کے کرم سے جنّت میں جائے گا۔

---

110 "بیس غم بیس سیڑھیاں"

ایک عورت کے بیس (20) بیٹے تھے پھر ایک وقت ایسا* آیا کہ ہر سال ایک (1) بیٹا مرنا شروع ہوا (started dying)، ایک ایک کرکے انیس (19) بیٹوں کا انتقال ہو گیا اور ان کی ماں صبر کرتی رہی، جب بیسویں (20^{th}) بچے کو وہی بیماری ہوئی تو یہ گھبرا گئی (یعنی پریشان ہو گئی) بہت علاج کیا، بڑی کوششیں کیں لیکن فائدہ نہ ہوا اور آخری بیٹا بھی مر گیا نتیجہ (result) یہ ہوا کہ ماں پاگل (crazy) ہو گئی ایک رات اسی حالت (condition) میں اس نے خواب میں ایک بہت خوبصورت باغ دیکھا جس میں درخت اور نہریں (canals) تھیں۔ اس میں بہت سے محل (castles) تھے، ہر ایک پر مالک کا نام لکھا ہوا تھا ایک محل پر اُس عورت کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی اور اندر چلی گئی تو اپنے بیسوں بیٹوں (twenty sons) کو وہاں دیکھا کہ وہ آرام سے بیٹھے تھے۔ ماں کو دیکھ کر ایک بیٹا بولا، ماں! ہم اپنے ربّ کے پاس بہت آرام سے ہیں، کسی کی آواز آئی: اے مسلمان عورت! تیرے لیے یہ محل (castle) تھا مگر تیرے نیک کام ایسے نہیں تھے کہ تو یہاں تک پہنچ جاتی اس لئے تجھے بیس (20) تکلیفیں، مصیبتیں اور غم دیئے گئے، یہ بیس (20) غم اس جگہ کی بیس (20) سیڑھیاں

(stairs) تھیں جن کو تو نے اللہ کریم کے کرم سے طے کر لیا(یعنی ان مصیبتوں پر صبر (patience) کر کے یہ جگہ لے لی)، اب تیرے لئے خوشی ہی خوشی ہے۔(رسائل نعیمیہ، ص۴۴۰ ملخصاً)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ بندہ جتنا مشکل امتحان پاس (pass) کرتا ہے اُسے اتنا ہی بڑا انعام (reward) بھی ملتا ہے، لیکن اس کے لیے مشکلوں پر صبر (patience) کرنا پڑتا ہے۔ **یہ بھی پتا چلا کہ** اللہ پاک کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ مصیبت پر صبر کرنے والوں کو انعام دیتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک جو چاہے کر سکتا ہے ہر نفع اور نقصان (profits and loss) اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ہمارا مالک ہے اور ہم پر رحم فرمانے والا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے فیصلوں (decisions) پر راضی اور خوش رہیں۔

----

111 "اللہ کریم نے لکھ دیا"

{1} اللہ کریم کا فرمان ہے، ترجمہ (Translation): بلکہ وہ بہت بزرگی والا قرآن ہے، لوحِ محفوظ میں۔(پ۳۰، البروج:۲۱،۲۲)(ترجمہ کنزالعرفان) **{2}** "لَوح" عربی زبان میں تختی (board) کو کہتے ہیں، کوئی شیطان لوح تک نہیں جا سکتا، یہ تختی شیطان سے محفوظ (safe) ہے اور اس میں تبدیلی بھی نہیں ہو سکتی اس وجہ سے اِسے لوحِ محفوظ (محفوظ تختی۔safe board) کا نام دیا گیا ہے(تفسیر بغوی، ج۴، ص۴۴۰، پ۳۰، البروج، تحت الآیۃ:۲۲۔ تفسیر بیضاوی، ج۵، ص۲۹۲، پ۲۷، الواقعۃ، تحت الآیۃ:۷۸) **{3}** "لَوح" کی حقیقت (یعنی وہ اصل میں کیسے ہیں، اسے) اللہ کریم ہی جانتا ہے اور اللہ کریم نے اس کا جو علم اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دیا، اُس علم سے آپ نے فرمایا: لوحِ محفوظ سفید موتی (white pearl) سے بنا ہے، اس کے صفحات سرخ یاقوت (یعنی لال قیمتی پتھر) کے ہیں، اس کا قلم نور[1] ہے اور کتابت (یعنی لکھائی) بھی نور ہے (حلیۃ الاولیاء، ج۴، ص۳۳۸)۔ "لَوح" کی طرح، "لَوح کے قلم" اور "لَوح کے

---

(1) "نور" کی تفصیل (detail) جاننے کے لیے "دین کی ضروری باتیں" Topic number : 60 ، part : 2 دیکھیں۔

صفحات(pages)" کی حقیقت (reality) اللہ کریم ہی جانتا ہے {4}"لوحِ محفوظ" اور "قلم" پر ایمان (believe)رکھنا واجب اور ضروری ہے (شرح العقیدۃ الطحاویۃ، ص۲۶۳) {5}"لوحِ محفوظ" عرش کی سیدھی طرف ہے (تفسیرِ قرطبی، ج۱۰، ص۲۱۰، پ۳۰، البروج، تحت الآیۃ:۲۲) {6} حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ "عرش" تمام آسمان و زمین کو گھیرے ہوئے ہے(یعنی بہت ہی بڑا ہے) اور اس وقت تو چار(4) فرشتے اس کو اپنے کندھوں(shoulders) پر اٹھائے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ(8) فرشتے اٹھائیں گے (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص:۵۰۸ مُلخصاً) {7} "عرش" تمام مخلوقات (creatures) میں سب سے بڑا ہے (شرح المقاصد، ج۳، ص۳۶۱) {8}"کرسی" اللہ کریم کی بہت بڑی نورانی مخلوق(creature) ہے۔ یہ "عرش" کے نیچے، "عرش" سے ملی ہوئی ہے اور ساتویں(seventh) آسمان کے اوپر ہے۔ ساتوں آسمان "کرسی" کے سامنے ایسے ہیں جیسے بہت بڑے میدان میں ایک چھوٹی سی انگوٹھی (ring) (یعنی "کرسی"، ساتوں آسمان سے بہت زیادہ بڑی ہے) لیکن "کرسی"، "عرش" کے سامنے ایسی ہے جیسے بہت بڑے میدان کے سامنے ایک چھوٹی سی انگوٹھی(ring) ہو (کتاب العظمۃ، ص۸۳، حدیث:۲۰۸ ماخوذاً) (یعنی عرش، کرسی سے بہت زیادہ بڑا ہے) {9}"عرش" اور "کرسی" پر ایمان لانا(believe کرنا) بھی واجب اور ضروری ہے (تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید، ص۴۳۴) {10}"عرش" اور "کرسی" کی حقیقت(یعنی وہ اصل میں کیسے ہیں، اسے) بھی اللہ کریم ہی جانتا ہے {11}لوحِ محفوظ میں مخلوق(creatures) کی تمام باتیں مَثَلًا موت، رِزْق (جیسے انسان کیا کیا کھائے گا، اُسے کیا کیا ملے گا وغیرہ)، اَعمال (یعنی کیا کیا کام کرے گا) اور ہر قسم کے فیصلے (decisions۔ مثلاً کس کے ساتھ کیا ہو گا) لکھے ہوئے ہیں (تفسیرِ قرطبی، ج۱۰، ص۲۱۰، پ۳۰، البروج، تحت الآیۃ:۲۲) {12}"لوحِ محفوظ" میں جو کچھ لکھا ہے، اسے **"تقدیر"** بھی کہتے ہیں۔

---

112 "آگ ٹھنڈی ہو گئی"

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ کریم نے رسول بنا کر اس دنیا میں بھیجا، جن لوگوں کو آپ

نے **"اللہ"** کے ایک ہونے اور صرف اللہ کریم کی عبادت کرنے کی طرف بلایا وہ قوم جھوٹے خداؤں (false gods) کی عبادت کرتی تھی اور ان کا ایک ظالم بادشاہ تھا جس کا نام "نمرود" تھا، وہ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا، اس نے اپنے ماننے والوں (believers) کے ساتھ مل کر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو جان سے مارنے (murder کرنے) کا پروگرام بنایا۔ اس کام کے لیے اس نے ایک میدان (ground) میں بہت زیادہ لکڑیاں جمع کروائیں اور ان میں آگ لگادی، اتنی خطرناک (dangerous) آگ تھی کہ کوئی قریب بھی نہیں جاسکتا تھا۔ اب غیر مسلموں نے غلیل (slingshot) کی طرح کے ایک طرح کے جھولے میں رکھ کر حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو اس آگ کی طرف اُچھال دیا...! جب آگ کے پاس پہنچے تو جبریل عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور عرض کی: حضور کچھ حاجت (یعنی کوئی کام need) ہے؟ فرمایا: ہاں ہے، مگر تم سے نہیں (یعنی کام تو ہے مگر اللہ کریم سے ہے)۔ عرض کی: پھر اُسی سے کہیے کہ جس سے حاجت ہے (یعنی اللہ کریم سے عرض یا دعا کیجیے)۔ تو فرمایا: میرا ربّ میری حالت (condition) جانتا ہے میرے لیے یہی کافی (enough) ہے (یعنی جب اللہ کریم کو معلوم ہے کہ مجھے آگ میں ڈالا جارہا ہے تو اب اللہ کریم چاہے گا تو میں آگ سے بچ جاؤں گا)۔

اللہ کریم نے آگ کو حکم فرمایا، ترجمہ (Translation): اے آگ! ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام) پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ (ترجمہ کنز العرفان) (پ۱۷، الانبیاء: ۶۹) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: اللہ کریم کے اس حکم کو سُن کر پوری زمین میں جہاں جہاں آگ تھی سب جگہ بُجھ گئی (یعنی بند ہو گئی) کہ شاید (probably) مجھے یہ حکم ملا ہو۔ اور جس آگ میں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو غیر مسلموں نے ڈالا تھا وہ تو بالکل ٹھنڈی ہو گئی۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کریم آگ کو بُجھنے (بند ہونے) کے ساتھ "سلامتی والی ہونے کا" نہ فرما یا جاتا تو یہ آگ اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ اُس کی ٹھنڈک (cool) تکلیف (trouble) دیتی لیکن حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو آگ نے نہ جلایا اور نہ ٹھنڈک کی وجہ سے کوئی تکلیف دی۔ (بہار شریعت، ج۱، ص۲۶، بتغیر)

اس روایت سے یہ سیکھنے کو ملا کہ سب کچھ اللہ کریم کے حکم سے ہوتا ہے، اسے کسی کام کے لیے کسی اور کی ضرورت نہیں، دیکھیں آگ کا کام جلانا (burn کرنا) ہوتا ہے مگر اللہ کریم کے حکم سے آگ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے ٹھنڈی ہو گئی حالانکہ (although) پہلے وہ اتنی گرم تھی کہ کوئی بھی اس کے قریب نہ جا سکتا

تھا۔ **اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ** اللہ کریم جو چاہے کر سکتا ہے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، پانی سے آگ بُجھ جاتی ہے، پیاس ختم ہو جاتی ہے اللہ کریم چاہے تو پانی جلائے اور آگ پیاس ختم کر دے کیونکہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

---

113 "موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور اللہ کریم کا دیدار"

اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے کلام فرمانے (یعنی اپنی شان کے مطابق بات کرنے) کے لیے طورِ سینا (ایک پہاڑ) پر آنے کا فرمایا۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کلام سننے کے لئے حاضر ہوئے (یعنی گئے) تو آپ نے طہارت (یعنی پاکی) حاصل کی اور پاکیزہ (صاف ستھرا اور اچھا) لباس پہنا اور روزہ رکھ کر حاضر ہوئے۔ اللہ کریم نے ایک بادل (cloud) بھیجا جو پہاڑ کے ہر طرف آ گیا۔ شیطان اور زمین کے جانور بلکہ فرشتے تک وہاں سے دور ہو گئے۔ آپ کے لئے آسمان کھول دیا گیا تو آپ نے آسمان کے فرشتوں کو دیکھ لیا بلکہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ کریم کے عرش کو بھی صاف صاف دیکھ لیا پھر اللہ کریم نے آپ سے کلام فرمایا (یعنی اپنی شان کے مطابق بات کی)۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ کریم سے اس طرح بات کی کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام جو آپ کے ساتھ تھے، وہ بھی نہ سن سکے کہ اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے کیا فرمایا؟ اب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ اللہ کریم کو دیکھیں۔ (خازن، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۴۳، ج ۲، ص ۱۳۶، روح البیان، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۴۳، ج ۲، ص ۲۲۹-۲۳۰) تو آپ نے اللہ کریم سے عرض کی: اے میرے ربّ! میں تیرا دیدار کرنا چاہتا ہوں (یعنی آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں) (صاوی، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۴۳، ج ۲، ص ۷۰۷)۔ قرآن پاک میں ہے کہ اللہ کریم نے ان سے فرمایا: تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا (ترجمہ کنز العرفان) (الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۴۳)۔ پھر جب اللہ کریم نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام بے ہوش ہو گئے (الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۴۳ ملخصاً)

اس قرآنی واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ دنیا کی زندگی میں جاگتی آنکھوں سے اللہ کریم کا دیدار (نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علاوہ۔ other) کسی کو نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے معراج کی

رات، اللہ کریم کا دیدار کیا۔ قیامت اور جنّت میں جانے کے بعد ہر مسلمان اللہ کریم کا دیدار کرے گا(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۱۱۱،مُلخصاً)۔ **یادرہے!** کہ خواب میں اللہ کریم کا دیدار اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ہوا بلکہ کچھ اَوْلِیائے کِرام رَحْمَۃُاللہِعَلَیْہِمْ کو بھی ہوا ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو خواب میں سو(100)بار اللہ کریم کی زیارت ہوئی ہے۔(منح الروض الازہر، ص۱۲۴وبہارِ شریعت ح۱، ص۲۱،مُلخصاً)

---

114 "وہی ہوتا ہے جو اللہ کریم چاہتا ہے"

{1} دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہوگا اور بندے جو کچھ کرتے ہیں یا کریں گے، نیکی یا بُرائی وہ سب اللہ کریم کے علم میں ہے کہ اس کا علم بھی ہمیشہ سے ہمیشہ تک رہے گا اور اللہ کریم بھولنے سے پاک ہے **{2}** جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ کریم نے اپنے علم کے مطابق(according to ilm)، اپنے پاس لکھا ہوا ہے، اسے تقدیر کہتے ہیں(کتاب العقائد، ص۲۴) **{3}** جو تقدیر کو نہ مانے، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُسے "اِس اُمّت(nation) کا مجوسی"(یعنی آگ کی عبادت کرنے والا) کہا ہے(ابو داوٗد، ج۴، ص۲۹۴، حدیث:۴۶۹۱) **{4}** تقدیر کا انکار(denial) کرنا یعنی تقدیر کو نہ ماننا گمراہی (اور جہنّم میں لے جانے والی بات) ہے (فتاوی رضویہ، ج۱۶، ص۵۸۶ ماخوذاً) **{5}** تقدیر پر ایمان(believe)رکھنے کے بہت سے فائدے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مصیبتوں اور بیماریوں پر صبر (patience) کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ ہمارا ذہن بنا رہے گا کہ یہ سب تقدیر میں لکھا تھا۔ دنیا میں بندے کا امتحان ہوتا ہے اور ہمیں کامیاب ہونے کی کوشش کرنی ہے جیسا کہ بزرگانِ دین رَحْمَۃُاللہِعَلَیْہِمْ کرتے تھے۔ کچھ بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایسے تھے کہ بچے کے انتقال پر ہنسنے لگے کہ ہم اللہ کریم کی رضا پر خوش ہیں **{6}** انسان پتھر کی طرح مجبور(forced) نہیں ہے، اُسے ایک قسم کا اختیار(a kind of authority)ہے۔ انسان کوئی کام کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور نہ کرنا چاہے تو نہیں کرتا۔ انسان کے پاس عقل بھی ہے جس سے سوچ کر وہ اپنا فائدہ اور نقصان

سمجھتا ہے، اسی لئے اگر انسان کوئی برا کام کرے تو اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا(بہارِ شریعت ح۱، ص۱۸ ماخوذاً) ۔ بیمار آدمی کے پاس عقل ہے، اگر اس کے سامنے دو پیالے ہیں کہ ایک میں شہد (honey) ہے اور دوسرے میں زہر (poison)۔ اب اگر وہ شہد (honey) پی کر صحت مند (healthy) ہو جائے تو لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور اگر زہر (poison) پی کر مر جائے تو لوگ اسے بُرا بھلا کہتے ہیں(فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۲۹۰ ماخوذاً) **{7}** آسانی سے اس بات کو سمجھیں کہ اگر کوئی شخص جانور کو پتھر مارے تو وہ جانور، اُس پتھر کو نہیں کاٹتا بلکہ پتھر مارنے والے کے پیچھے بھاگتا ہے کہ اُس جانور کو بھی معلوم ہے کہ پتھر مارنے کا کام اس انسان نے کیا ہے (مراۃ، ج۱، ص۸۷، سوفٹ ایر، ماخوذاً) **{8}** یاد رہے کہ تقدیر پر یقین (believe) رکھنا، اسلامی عقیدوں (Islamic beliefs) میں بہت اہم (Important) ہے۔ مگر اس بارے میں بحث کرنا (یعنی آپس میں باتیں کرنا یا اُلجھنا، discussion کرنا) منع ہے، حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو بھی تقدیر کے بارے میں بحث (یعنی سوال جواب اور گفتگو) کرنے سے منع فرمادیا (ترمذی، ج۴، ص۵۱، حدیث:۲۱۴۰، مُلخصاً) تو ہمیں اس میں سوال جواب کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟(بہارِ شریعت ح۱، ص۱۸ ماخوذاً) بس ہمارے لیے یہی کافی (enough) ہے کہ اللہ کریم ہمارا رحم فرمانے والا ربّ ہے، وہ ظلم سے پاک ہے اور ہم اُس کے گناہ گار (sinner) بندے ہیں **{9}** بُرا کام کر کے اس طرح کہنا کہ یہ اللہ کریم کی طرف سے ہے، بہت بُری بات ہے بلکہ اس طرح کہے کہ یہ اچھا کام اللہ کریم نے مجھ سے لے لیا(مثلاً اللہ کریم کے کرم سے میں نے نماز پڑھ لی) اور بُرا کام کیا تو اس طرح کہے کہ یہ کام میں نے کیا(مثلاً یہ میری غلطی ہے)۔(بہارِ شریعت ح۱، ص۱۸،۱۹ ماخوذاً)

---

115 "دن رات کیسے گزارتے تھے؟"

حضرتِ مِسْعَر رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں امامِ اعظم، ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی مسجِد میں حاضِر ہوا، دیکھا کہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد آپ رَحمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لوگوں کو سارا دِن علمِ دین پڑھاتے رہتے،

پورے دن میں صِرف نَمازوں کا وَقفہ (gape) ہوا۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے گھر چلے گئے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد سادہ لباس پہن کر، عِطْر لگا کر، پھر مسجِد آگئے اور ایک کونے (corner) میں نفل نماز پڑھنا شروع کر دی یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو گیا، اب آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ پھر اپنے گھر چلے گئے اور لباس بدل (change) کر واپَس آئے اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور کل (yesterday) کی طرح عِشاء تک علم دین پڑھاتے رہے۔ میں نے سوچا آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ بَہُت تھک گئے (tired) ہونگے، آج رات توضَرور سوئیں گے، مگر دوسری رات (second night) بھی نفل نماز پڑھتے رہے۔ پھر تیسرا دن (third day) اور رات بھی اِسی طرح گزرا۔ میں نے فیصلہ کر (یعنی سوچ) لیا کہ زندگی بھر ان کے پاس رہ کر علم حاصل کرونگا۔ بس! میں وہی رُک گیا۔ **میں نے امامِ اعظم** رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ **کو دن میں کبھی روزے کے بغیر نہیں دیکھا اور رات کو کبھی عبادت اور نفل نماز چھوڑتے نہیں دیکھا۔** ہاں! ظہر سے پہلے آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ دیر آرام فرمالیا (یعنی سو جایا) کرتے تھے (اَلْمَناقِب لِلْمُوَفَّق ج ۱ ص ۲۳۰ تا ۲۳۱ کوئٹہ، مُلخصاً)۔

ظہر سے پہلے سونے کو "قیلولہ" کہتے ہیں، دوسرے مکروہ وقت (2) (یعنی ضحوہ کُبریٰ جو نماز کلینڈر اور اپلیکیشن (prayer time dawateislami mobile application) سے دیکھا جاسکتا ہے) سے لے کر ظہر تک **"قیلولہ" کرنے کا وقت ہے** (فتاوی رضویہ ج ۷، ص ۸۷، ماخوذاً)۔ **"قیلولہ" مُستحب اور ثواب کا کام ہے**، یہ سونا اُن لوگوں کے لیے ہے کہ جو رات کو عبادت کرتے یا علمِ دین حاصل کرتے ہیں۔ (بہارِ شریعت ج ۳، ح ۱۶، ص ۴۳۵، ۴۳۴، مُلخصاً)

شروع شروع میں امامِ اعظم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ ساری رات عبادت نہیں کرتے تھے، ایک مرتبہ (once) کسی نے یہ کہہ دیا کہ: (حضرت) ابو حنیفہ (رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ) ساری رات نہیں سوتے (یعنی عبادت کرتے ہیں)۔ اب آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اُس کی بات سچی کر دی اور ساری رات عبادت شُروع کر دی (یعنی مسلمان مجھے اتنی عبادت

---

(2) **"مکروہ وقتوں"** کا practical ویب سائٹ **farzuloom.net** سے دیکھیں۔

کرنے والا سمجھتے ہیں اور میں اتنی عبادت نہیں کرتا تو آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ذہن بنالیا کہ اب میں پوری رات عبادت کرونگا)(اَلْخَیراتُ الْحِسان ص۵۰ مُلخصاً)۔ آپ نے **تیس(30)سال تک روزے رکھے**، تیس(30)سال تک ایک رَکْعَت میں قرآنِ پاک خَتْم کرتے رہے، چالیس (بلکہ 45)سال تک عِشاء کے وُضُو سے فجر کی نَماز پڑھی، ایک رَکْعَت میں پورا قرآن کریم خَتْم کرلیتے تھے، **جس جگہ آپ کی وفات ہوئی اُس جگہ آپ نے سات ہزار مرتبہ قرآنِ پاک خَتْم کیا تھا**۔(اَلْخَیراتُ الْحِسان ص۵۰)

اس تفصیل(detail) سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ علم کے ساتھ عمل بھی بہت اہم (important)ہے۔ فرض کے ساتھ ساتھ نفل نماز بھی پڑھنی چاہیے(لیکن یہ یادرہے کہ قرآنِ پاک ایک رات میں مکمل کرنا یہ اللہ کریم کے ولیوں کا کام ہے، ہم پڑھنے کی کوشش کریں گے تو جلد کریں گے اور غلطیاں کریں گے، اس لیے ہمیں تین راتوں سے پہلے مکمل قرآنِ پاک ختم نہیں کرنا چاہیے(فتاوی رضویہ ج۷، ص۲۷۴ مع بہارِ شریعت ج۱،ص ۵۵۱، مسئلہ ۴۸ماخوذاً)) **نیز یہ بھی پتا چلا کہ** قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی بہت اہمیّت (importance)ہے۔ **یادرہے** کہ نماز ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیاری آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنّت میں لے جانے والی ہے لھذا ہم نماز پڑھیں اور ایسی پڑھنی ہے کہ جیسا پڑھنے کا حکم ہے تو ہم نماز کے مسائل بھی سیکھیں اور بچّے، مرد وغیرہ کسی سُنی عالم کو اور بچّیاں، خواتین وغیرہ کسی سُنی عالمہ کو اپنی نماز چیک بھی کروائیں، اسی طرح کسی سنی قاری کے ذریعے مرد اور بچّے جبکہ قاریّہ کے ذریعے خواتین اور بچّیاں درست قرآنِ پاک پڑھنا سیکھ لیں(ممکن(possible)ہو تو ہر سال ہی نماز کی چیکنگ کروائیں)۔

---

116 "قرآن پاک کی تلاوت اور غیر مسلم کا قبولِ اسلام"

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ عَنْہ (مدینے پاک کی)مسجدِ نبوی شریف میں کھڑے تھے تو مُلکِ روم کا رہنے والا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں(I testify) کہ اللہ کریم کے سوا(except) کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبادت کی جائے اور میں گواہی دیتا ہوں (I testify) کہ محمد صَلَّی اللہُ

عَلَیْهِ وَسَلَّم اللہ کریم کے رسول ہیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اس سے فرمایا: تم مسلمان کیوں ہوئے؟ اس نے عرض کی: میں نے تورات، انجیل، زبور اور دیگر (other) انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام کی کتابوں (یا صحیفوں یعنی چھوٹی کتابوں) کو پڑھا ہے۔ میں نے ایک قیدی (prisoner) کو قرآن پاک کی ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جو پچھلی (previous) تمام کتابوں میں دیئے گئے حکموں کو جمع کرنے (یعنی بتانے) والی ہے، اس آیت سے مجھے پتا چل گیا کہ قرآنِ پاک واقعی (really) اللہ کریم کی کتاب ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ تو اس نے یہ آیت تلاوت کی، ترجمہ (Translation): اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت (obedience) کرے (یعنی حکم مانے) اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے ڈرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں (ترجمہ کنز العرفان) (پ۱۸، النور، آیت:۵۲) (تفسیر قرطبی، النور، الآیۃ:۵۲، ج۶، ص۲۲۷، الجزء الثانی عشر)

اس واقعے (incident) سے قرآنِ پاک کی شان معلوم ہوئی کہ ایک ایسا غیر مسلم کہ جسے کئی کتابوں کا علم بھی تھا، جب اس نے قرآنِ پاک کی ایک آیت سنی تو اُس نے اسلام قبول (accept) کر لیا۔ **یاد رہے!** کہ جو اللہ کریم نے اپنے نبیوں پر نازل فرمایا (یعنی بھیجا) ہے بے شک وہ سب حق (یعنی سچی بات) ہے اور اللہ کریم کی طرف سے ہے (خزائن العرفان، پ۳، بقرہ، تحت الآیۃ:۲۸۵ ماخوذاً)۔ **ہاں!** قرآنِ پاک سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں (یعنی اللہ کریم کی طرف سے آئیں جیسے تورات، زبور، انجیل)، ان کتابوں کی حفاظت (یعنی جس طرح آئی ہیں، اُسی طرح باقی رکھنے) کی ذمہ داری (responsibility)، اُنہی اُمتوں (nations) کو دی گئی تھی، جن کے لیے وہ کتابیں آئیں تھیں لیکن وہ ان کی حفاظت (یعنی اسی طرح باقی رکھنے میں ناکام (fail) رہے۔ ان اُمتوں میں سے بُرے لوگوں نے ان کتابوں میں تبدیلی (changes) کر دی تا کہ جو غلط کام کرنا چاہیں کر لیں اور قرآن کریم کی حفاظت (یعنی باقی رکھنے) کی ذمہ داری (responsibility)، اللہ کریم نے خود لے لی، اسی وجہ سے قرآن میں کسی حرف یا نقطے کی کمی کرنا یا بڑھا دینا ممکن (possible) نہیں، قرآن کریم جیسی کتاب بلکہ اس کی سورت جیسی کوئی ایک سورت، یہاں تک کہ اس کی آیت جیسی کوئی ایک آیت بھی بنا لینا کسی کے لیے بھی ممکن نہیں۔

---

117 ” آسمانی کتابوں پر ایمان(believe)“

{1} قرآنِ کریم سب سے افضل (superior) آسمانی کتاب ہے، اس کے افضل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زیادہ ہے ورنہ اللہ کریم ایک ہے، اُس کا کلام بھی ایک ہے (چاہے وہ قرآنِ پاک سے پہلے آیا ہو کیونکہ وہ بھی اللہ کریم ہی کا کلام ہے)، ایسا نہیں ہو سکتا کہ اُس کا ایک کلام فضیلت (شان، رتبہ۔rank) میں زیادہ اور دوسرا فضیلت میں کم ہو {2} قرآنِ کریم وہ عظیم (اور شان والی) کتاب ہے جس کی تلاوت کرنے والے کو ہر ہر حرف پر دَس (10) دَس نیکیاں ملتی ہیں (ترمذی، ج۴، ص۴۱۷، حدیث:۲۹۱۹، مُلخصاً) {3} اللہ کریم نے جو تَورات اور اِنجیل (bible) وغیرہ نازل فرمائی تھیں اُن پر ہمارا ایمان (believe) ہے، لیکن آج کل جو تَورات یا اِنجیل وغیرہ موجود ہیں ان میں بہت ساری تبدیلیاں (changes) کر دی گئی ہیں، کہیں سے کچھ نکال دیا گیا ہے تو کہیں کچھ بڑھا (add کر) دیا گیا ہے، یہاں تک کہ تَورات یا اِنجیل کے ہی مختلف نسخے (different editions) سامنے رکھے جائیں تو اُنہی میں اِختِلاف (difference) نظر آتا ہے، اِسی لئے آج کل کی تَورات یا اِنجیل کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اِن کی جو باتیں قرآنِ کریم کے مطابق (according to the Holy Quran) ہیں، وہ حق اور سچ ہیں اور جو قرآنِ کریم کے خلاف (opposite) ہیں، ہم اُسے نہیں مانتے {4} اگر اِن کتابوں کی کوئی ایسی بات بیان کی جائے جو کہ نہ تو قرآنِ پاک سے پتا چلے اور نہ ہی قرآن پاک میں اُس بات کا انکار (denial) ہو تو ایسی بات پر ہم چُپ رہیں گے اور یہ کہیں گے کہ ”ہم اللہ کریم، اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے (believe کیا)“۔

---

118 ”ہزار صحابہ کی دعوت “

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں کھانا نہ ہونے کی وجہ سے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا یہ دیکھ کر میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا: میں نے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بہت بھوک کی حالت (condition) میں دیکھا ہے، کیا گھر میں

کچھ کھانا ہے؟ بیوی نے کہا: گھر میں تھوڑا سا "جو" ہے(کہ جس سے آٹا بنتا ہے۔barley) اور کچھ بھی نہیں ہے۔میں نے کہا کہ تم جلدی سے اس کا آٹا بناؤ۔ میرے گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا، میں نے اُسے ذبح کر کے(یعنی اللہ کریم کا نام لے کر کاٹا)، اُس کی بوٹیاں بنا دیں اور بیوی سے کہا: تم جلدی سے گوشت اور روٹی بنالو، میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بلا کر لاتا ہوں۔بیوی نے کہا: صرف حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور ایک، دو لوگوں کو ساتھ لائیں کیونکہ کھانا کم ہے ۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اکیلے میں(privately) جا کر عرض کی : یَا رَسُوْلَ اللہ!(صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) تھوڑے سے آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچے کا گوشت میں نے گھر میں بنوایا ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک، دو لوگوں کے ساتھ آجائیں۔یہ سن کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سب کو فرمایا کہ جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے، سب لوگ ان کے گھر پر آکر کھانا کھالیں، پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں روٹی مت پکانا۔جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے(یعنی اُن کے گھر آئے)تو آٹے میں اپنا لُعاب(یعنی تھوک شریف)ڈال کر دعا فرمائی اور جس برتن میں گوشت تھا، اُس میں بھی اپنا لُعاب(یعنی تھوک شریف)ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ برتن چولھے (stoves)سے نہ اتارنا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی بیوی نے روٹی بنانا شروع کر دی اور برتن سے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کیا ایک ہزار (1000) آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا مگر آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور برتن میں سالن بھی بچ گیا۔(بخاری، ج۳، ص۵۱، حدیث:۴۱۰۲، ۴۱۰۱ ملخصاً، سیرت مصطفیٰ، ص ۳۲۶ ملخصاً)

اس روایت اور سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ طاقت دی ہے کہ چاہیں تو کم کھانے کو زیادہ کر دیں اور یہ بھی پتا چلا کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ سے کتنا پیار فرماتے ہیں کہ اس بھوک میں بھی اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کو نہ بھولے۔ **یہ بھی پتا چلا کہ** دنیا میں مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں لیکن کامیاب(successful) وہی ہے کہ جو ان پر صبر (patience) کرے۔

----

119 ”دو قبروں میں سزا دی(punishment)جارہی تھی“

حضرتِ اَبی بَکْرَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں حُضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ایک آدمی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُلٹی طرف(left side)تھے۔چلتے چلتے ہم دو(2)قبروں کے قریب پہنچے تو اللہ کریم کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:ان دونوں کو عذاب ہو رہا (punishment)ہے اور کسی بڑی غلطی کی وجہ سے نہیں ہو رہا، تم میں سے کون ہے جو مجھے ایک ٹہنی(درخت کی شاخ) لا دے۔ ہم نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں جلدی سے شاخ (tree branch)لے آیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُس شاخ کے دو(2) ٹکڑے کر دیئے اوردونوں قبروں پر ایک(1) ایک رکھ دیا پھر فرمایا: جب تک یہ (شاخ کے ٹکڑے) تر (wet)رہیں گے ان پر عذاب (punishment)میں کمی رہے گی اور ان دونوں کو غیبت اور پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے)کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔(مُسند امام احمد ج ۷ ص ۳۰۴ حدیث ۲۰۳۹۵)

اس حدیثِ پاک سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ غیبت اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے والوں کو قبْر میں عذاب ہو سکتا ہے۔ **یہ بھی معلوم ہوا کہ** ہمارے پیا2رے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علمِ غیب(یعنی چھپی ہوئی باتوں(hidden things)کا علم)ہے جبھی تو اللہ کریم کے بتانے سے ، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے قبر کے باہر سے ہی قبر کے اندر ہونے والا عذاب دیکھ لیا اور عذاب(punishment)ہونے کی وجہ بھی بتا دی مزید(more)یہ کہ اُن کی مدد بھی فرمائی۔ **یہ بھی پتا چلا کہ** قبروں پر پھول ڈالنا ایک اچھی بات ہے، اُمید ہے کہ پھول جب تک تر(wet)رہیں گے اُس وقت تک قبر والوں پر عذاب(punishment)میں کمی رہے گی۔

----

120 ”اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علم دیا ہے“

{1}کچھ چیزیں ہم پر ظاہر(مثلاً نظر آتی)ہیں، ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں یا چکھ(taste)کر کہ اُن کا ذائقہ(taste)

بتاسکتے ہیں یا اُن کی بو(smell) کے ذریعے اُنہیں پہچان لیتے ہیں یا دیکھ سکتے ہیں یا عقل اور سمجھ سے کئی باتیں پتا چل جاتی ہیں (جیسے ۲ جمع ۲، ۴(4=2+2) ہوتے ہیں)، اس علم کو "علمِ ظاہر" کہتے ہیں {2} وہ "باتیں" یا وہ "علم" جو دیکھنے، سُننے، سونگھنے (smell کرنے)، چکھنے (taste کرنے)، چُھونے (touch کرنے) سے پتا نہ چلے اور نہ ہی عقل غور (consider) کر کے اُسے معلوم کر سکتی ہو، اِسے "علمِ غیب" کہتے ہیں (تفسیر بیضاوی، ج۱، ص۱۱۴ وغیرہ، ملخصًا)۔ جیسے "جنَّت" ہمارے لئے اِس وقت غیب ہیں کیونکہ اِنہیں ہم نے نہ اپنی آنکھ سے دیکھا، نہ جنّت کی خوشبو سونگھی (smell کی)، نہ اُس کی کسی چیز کو چھوا (touch کیا)، نہ جنّت کی کوئی چیز کھائی، نہ ہمارے کان میں براہ راست (direct) جنّت کی کوئی آواز آئی اور نہ ہی ہم نے کسی حساب (calculation) کے ساتھ جنّت کو جانا، یعنی ہمیں ان باتوں میں سے کسی بات سے بھی جنّت کا پتا نہیں چلا۔ ہمیں قرآن اور حدیث نے جنّت کے بارے میں بتایا ہے، اس لیے جنّت کا علم ہمارے لیے "علمِ غیب" ہے (**یاد رہے کہ** "جنّت"، آج ہمارے لیے "غیب" ہے، اِنْ شَاءَ اللہ! (یعنی اللہ کریم نے چاہا تو) قیامت کے دن نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صَدْقے، ان کے پیچھے پیچھے جنّت میں چلے جائیں گے تو پھر جنّت کا علم، "علمِ غیب" کی جگہ "علمِ ظاہر" ہو جائے گا)۔ {3} ذاتی طور پر (یعنی کسی کے دیے بغیر) علم، صرف اللہ کریم کو ہے کہ اُسے کسی دوسرے نے یہ علم نہیں دیا بلکہ وہ خود جانتا ہے۔ مخلوق (creatures) اللہ کریم کے بتائے بغیر ایک حرف بلکہ ایک ذرہ (any particle)، یا ایک نقطہ (any point) بھی نہیں جان سکتی چاہے وہ علم، "علمِ ظاہر" ہو یا "علمِ غیب" ہو {4} ہماری آنکھ دیکھتی ہے، اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے اِسے نظر آتا اور ہمیں مختلف چیزوں (different things) کا رنگ بھی سمجھ آتا ہے۔ بغیر اللہ کریم کی عطا کے کسی کو بھی، کسی طرح کا علم (چاہے وہ "علمِ غیب" ہو یا "علمِ ظاہر"، اللہ کریم کے بتائے بغیر) حاصل ہو ہی نہیں سکتا {5} ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کریم نے ہمیں، "علمِ ظاہر" دیا ہے، اسی طرح اس نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو "علمِ غیب" دیا ہے۔ اللہ کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اور اللہ (کریم) کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب

(یعنی چھپی ہوئی باتوں) کا علم دے دے، **ہاں!** اللہ (کریم) چن (select کر) لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (پ ۴، اٰل عمرٰن: ۱۷۹) (ترجمہ کنز الایمان) یعنی اللہ کریم نے جس طرح اپنے بندوں کو "علمِ ظاہر" دیا ہے، اسی طرح اپنے کچھ خاص (special) بندوں کو "علمِ غیب" بھی دیا ہے **{6}** مخلوق (creatures) کے لئے ایک ذرّے (any particle) کا بھی علم "ذاتی" نہیں، جو کوئی اللہ کریم کے بتائے بغیر غیر خدا (یعنی اللہ کریم کے علاوہ (other) کسی) کے لئے ایک ذرّے (any particle) کا بھی علم مانے وہ "کافر" ہے **{7}** ساری مخلوق (creatures) کا علم، مل کر بھی اللہ کریم کے علم کے برابر نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ کریم کے علم کے سامنے ساری مخلوق کے علم کی حیثیت (statu) وہ بھی نہیں کہ جو کروڑوں سمندروں (millions of oceans) کے سامنے ایک قطرہ پانی (drop of water) کی ہو، کیونکہ مخلوق کا علم محدود (limited) ہے اور اللہ کریم کے علم کی کوئی حد نہیں (یعنی اُس کا علم unlimited ہے) **{8}** اللہ کریم کے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور دیگر (other) اَنْبِیَائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو اللہ کریم نے غیب (یعنی چھپی ہوئی باتوں۔hidden things) کا علم دیا، جو اس بات کا بالکل انکار (absolutely denial) کرے یعنی یہ کہے کہ اللہ کریم نے اَنْبِیَائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کو علمِ غیب دیا ہی نہیں، وہ "کافر" ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۱۴ ماخوذاً)

---

121 "چڑیا اور اس کے بچے"

ایک مرتبہ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کسی جھاڑی (bush) کے قریب سے گزر رہے تھے کہ اُنہیں چڑیا کے بچّوں کی آواز آئی، وہ قریب گئے اور چڑیا کے بچّوں کو پکڑ کر اپنی چادر میں رکھ لیا، اِتنے میں اُن کی ماں (چڑیا) آگئی اور اُن صحابی کے سَر پر گھومنے لگی۔ اُنہوں نے چادر کو کھولا تو وہ چڑیا نیچے آئی اور اپنے بچّوں کے ساتھ بیٹھ گئی، وہ

صَحابی اِن سب کو چادر میں لے کر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس لے آئے اور پوری بات بتائی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: چادر زمین پر رکھ کر کھول دو! اُنہوں نے چادر کو کھول دیا لیکن چڑیا اپنے بچّوں سے الگ نہ ہوئی۔ اللہ کریم کے رَسُوْل صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کیا تم اِس چڑیا کی اپنے بچّوں سے محبّت دیکھ کر حیران (surprise) ہو رہے ہو؟ یہ چڑیا اپنے بچوں پر جتنا رحم کرنے والی ہے، بے شک اللہ کریم اپنے بندوں پر اِس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: انہیں واپس لے جاؤ اور انہیں وہیں رکھ آؤ جہاں سے لے کر آئے ہو۔ چڑیا اپنے بچوں ہی کے ساتھ رہی تو وہ صَحابی ان سب کو واپس لے گئے۔ (ابوداود، کتاب الجنائز، ج۳، ص۲۴۵، حدیث:۳۰۸۹، مُلخصاً)

اس روایت (سچے واقعے) سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ماں اپنے بچّوں سے بہت مَحبّت کرتی ہے، اِس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے والدین کا بہت خیال رکھیں، اُن کی بات مانیں اور اُنہیں تنگ نہ کریں۔ **یہ بھی پتا چلا کہ** اللہ کریم اپنے بندوں پر اُن کی ماں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے اور اللہ کریم نے اپنے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن (یعنی سب کے لیے رحمت) بنایا وہ ہمارے لیے بھی رحمت ہیں اور جانوروں کے لیے بھی رحمت ہیں تو ہمیں بھی اللہ کریم اور اُسکے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مَحبّت کرنی چاہیئے اور ان کے بتائے ہوئے کاموں کو کرنا چاہیئے۔

---

122 ”کل کی بات بتادی“

حضرت اُنَیْسَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں، مجھے میرے والد صاحب نے بتایا: میں بیمار ہوا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میری عِیادت (یعنی طبیعت پوچھنے) کے لئے تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر فرمایا: تمہیں اس بیماری سے کچھ

نہیں ہو گا (یعنی تم زندہ رہو گے) لیکن اُس وقت کیا ہو گا جب تم میری وفات کے بعد لمبی زندگی گزار کر نابینا (blind) ہو جاؤ گے ؟ (یعنی آنکھ سے دیکھ نہ پاؤ گے) یہ سن کر میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ الله (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)! میں اس وقت ثواب کی نیّت (intension) سے صَبر کروں گا۔ فرمایا: اگر تم ایسا کرو گے تو (قیامت کے) حساب (یعنی سوال جواب کے) بِغیر (without accountability) جنَّت میں چلے جاؤ گے۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دنیا سے تشریف لے جانے (یعنی انتقال فرمانے) کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی (یعنی آنکھوں نے دیکھنا بند کر دیا)، پھر ایک وقت کے بعد اللہ کریم نے ان کی آنکھیں روشن کر دیں اور (اب وہ دیکھنے لگے پھر) ان کا انتقال ہو گیا۔ (دَلَائِلُ النُّبُوَّة لِلْبَیْہَقِی ج۶ ص۴۷۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ پتا چلا کہ اللہ کریم کے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے ربّ کے دیے ہوئے علم سے دوسروں کی موت کے وقت کو بھی جانتے ہیں اور ان کے ساتھ جو کچھ ہونے والا ہے اسے بھی جانتے ہیں۔

---

123 "ہمارے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا علم مبارک"

{1} اللہ کریم نے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اتنے غیبوں (یعنی چھپی ہوئی باتوں۔hidden things) کا علم دیا ہے کہ جن کی گنتی (counting) بھی اللہ کریم ہی جانتا ہے {2} ہمارے آقا، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا علمِ غیب تمام اَنْبِیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام بلکہ تمام مخلوق (creatures) میں سب سے زیادہ ہے {3} اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس بات کا بھی علم دیا کہ قیامت کب آئے گی {4} اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو علومِ خمسہ (یعنی ان پانچ (5) باتوں کا علم بھی دیا ہے (۱) قیامت کب آئے گی؟ (۲) بارش کب ہو گی؟ (۳) ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے (لڑکا یا لڑکی)؟ (۴) بندہ کل کیا کرے گا؟ (۵) بندہ

کس جگہ مرے گا؟یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یہ بھی جانتے ہیں) جیسے ایک جنگ سے پہلے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے بتا دیا کہ کونسا کافر، کل کہاں پر مرا ہوا ہوگا (مسلم، ص۷۵۹، حدیث:۴۶۲۱، ماخوذاً) **{5}** مخلوق (یعنی زمین و آسمان، فرشتوں وغیرہ) کی پیدائش(birth) کے پہلے دن (first day) سے لے کر، ان کے مرنے تک کی تمام باتیں جو لوحِ محفوظ[3] میں ہیں، اس کا علم بھی اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو دیا بلکہ اس سے بہت زیادہ علم عطا فرمایا (جیسے اللہ کریم نے اپنی ذات وصفات[4] کا جو علم اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو دیا، اتنا علم مخلوق (creatures) میں سے کسی کو نہیں ہے اور یہ بہت ہی بڑا علم ہے) **{6}** روح کیا ہے؟ اس کی اصل یا حقیقت کا علم (جو چھپی ہوئی باتوں (hidden things) میں سے ایک علم ہے، یہ بھی) پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو دیا گیا **{7}** قرآنِ پاک کی کچھ آیتیں ایسی ہیں کہ ان کا معنی معلوم نہیں (جیسے: الٓمّٓ) (پ1، سورۃ البقرۃ، آیت 1) یا معنی معلوم ہے مگر صحیح مفہوم معلوم نہیں (جیسے: یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ (ترجمہ:) ان کے ہاتھوں پر اللہ (کریم) کا ہاتھ ہے (پ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰) حالانکہ (although) اللہ کریم انسانوں جیسے ہاتھ سے پاک ہے تو اس آیت سے کیا مراد ہے؟ اس کا علم اللہ کریم کو ہے، ان آیتوں کو آیات مُتَشَابِہَات کہتے ہیں اور اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو اس کا علم بھی دیا ہے (فتاویٰ رضویہ ج۲۹، ص۴۱۴ تا ۴۱۶، ۴۵۰ تا ۴۵۱ ماخوذاً) **{8}** ہم یہ نہیں کہتے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو اللہ کریم جتنا علم ہے کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ مخلوق (creatures) کو اللہ کریم کی طرح کا علم حاصل ہو (الدولۃ المکیۃ، ص۶۴ ملخصاً) **{9}** **یاد رہے!** ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا علم "عطائی (یعنی اللہ کریم کا دیا ہوا)" ہونے کی وجہ سے "مخلوق" ہے اور اللہ کریم کا علم "ذاتی اور قدیم" یعنی ہمیشہ سے ہے۔ ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا علم ہرگز ہرگز اللہ کریم کے علم کے برابر نہیں (مقالاتِ

---

(3) **Topic number:111,114** میں **"لوح محفوظ"** کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

(4) **"ذات"** اور **"صفات"** کی تفصیل (detail) جاننے کے لیے **"دین کی ضروری باتیں" Topic54 ، part : 2** دیکھیں۔

کاظمی، جلد ۲، ص ۱۱۱ ملخصاً) {10} قرآنِ پاک جیسے جیسے نازل ہوتا رہا (یعنی جس طرح قرآنِ پاک کی آیتیں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آتیں رہیں)، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مبارک علم میں اضافہ (increas) ہوتا رہا اور جب قرآنِ پاک مکمل نازل ہو گیا (یعنی مکمل آ گیا) تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم بھی مکمل ہو گیا (فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۵۱۲) {11} اللہ کریم کی طرف سے اَوْلِیَائے کِرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کو بھی غیب کے کچھ علم ملتے ہیں مگر رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کے ذریعے (یعنی اُن کے واسطے سے)۔ جو یہ بات نہ مانے یعنی جو یہ کہے کہ اَوْلِیَائے کِرام کو اللہ کریم کی طرف سے نبیوں کے ذریعے علم غیب[5] بالکل ملتا ہی نہیں، وہ گمراہ (اور جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والا) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۲۹ ص ۴۱۴ ماخوذاً)

----

124 "چاند دو ٹکڑے ہو گیا"

مکّہ شریف میں رہنے والے غیر مسلموں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے یہ کہا کہ اگر آپ سچّے نبی ہیں تو ہمیں کوئی نشانی دکھائیں (یعنی کوئی ایسی چیز دیکھائیں کہ ہم آپ کو "نبی" مان لیں)۔ حضرت عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ کچھ اس طرح کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے چاند کے دو (2) ٹکڑے کر دیے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا۔ غیر مسلموں نے جب یہ دیکھ لیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُن سے فرمایا: گواہ ہو جاؤ (be a witness) گواہ ہو جاؤ (کہ میں اللہ کریم کا سچّا نبی ہوں) (بخاری، ج۳، ص۳۳۹ تا ۳۴۰، حدیث: ۴۸۶۵، ۴۸۶۴ ملخصاً)۔ قرآنِ پاک میں اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا (یعنی ٹکڑے ہو گیا)۔ (ترجمۂ کنز العرفان) (پ۲۷، القمر: ۱) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیے۔ (تفسیر

---

(5) Topic number:120 میں "علمِ غیب" کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

(خازن، جلد۴، ص۱۰۲ملخصاً)

اس حدیثِ مُبارک سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ایسی طاقت دی ہے کہ چاند، سورج بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا حکم مانتے ہیں۔ **اور یہ بھی پتا چلا کہ** قیامت آئے گی یعنی ہم مرنے کے بعد دوبارہ(again)زندہ ہوں گے اور ہم سے ہمارے اچھے بُرے کاموں کے بارے میں پوچھا جائے گا، تو ہمیں چاہیے کہ نیک کام کرکے اللہ کریم کو خوش کریں۔

---

125 ”میں تمھیں بتاؤں گا“

ایک مرتبہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ سے فرمایا: میری اُمّت(nation) مجھ پر ایسے پیش کی گئی(یعنی سامنے آگئی) جیسے حضرتِ آدم عَلَیْہِ السَّلَام پر پیش کی گئی تھی تو میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے (یعنی مسلمان ہو جائے) گا اور کون کفر کرے(یعنی مجھ پر ایمان نہیں لائے) گا۔ یہ بات جب منافقین (یعنی وہ کافر جو ظاہری طور پر(اوپر اوپر سے) کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر دل سے ایمان(believe) نہیں لائے تھے، غیر مسلم ہی تھے) کو پتا چلی تو انہوں نے کہا: مَعَاذَ اللہ !(یعنی اللہ کریم کی پناہ) (حضرت) محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اس بات کا علم ہے یعنی وہ جانتے ہیں کہ قیامت تک کون اِن پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا؟ اور یہ دیکھو کہ ہم ان کے ساتھ ہیں(اِن پر ایمان(believe) نہیں لائے) اور وہ ہمیں نہیں جانتے(العجاب فی بیان الاسباب، جلد۲، ص۷۹۸)۔ منافقوں کی اس طرح کی باتوں کے بعد، ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر(muslim pulpit یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمع کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں، اس) پر کھڑے ہوئے اور اللہ کریم کی حمد(یعنی تعریف) کرنے کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم کے خلاف(against) باتیں کرتے ہیں پھر فرمایا: تمہارے اور قیامت کے درمیان جو کچھ بھی ہے تم مجھ سے ان میں سے جس چیز کے بارے میں سُوال کروگے میں تمہیں بتا

دوں گا۔ حضرتِ عبدُ اللہ بن حُذافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! میر اوالد (یعنی باپ) کون ہے؟ فرمایا: حُذافہ، پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)، ہم اللہ کریم کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام اور رہنما (leader) ہونے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے راستے پر راضی (agree) ہیں، اللہ کریم آپ کے درجات (ranks) بلند فرمائے (یعنی بڑھائے)، ہمیں معاف فرمادیجئے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو (2) مرتبہ فرمایا: تو کیا تم باز آئے، تو کیا تم باز آئے (یعنی میرے علم کے خلاف (against) باتیں کرنے سے رُکتے ہو؟)، پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے اس پر اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی (یعنی بھیجی) (خازن، پ۴، اٰل عمرٰن، تحت الآیۃ:۱۷۹، ج۱، ص۳۲۸)، ترجمہ (Translation): اور اللہ (کریم) کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب (یعنی چھپی ہوئی باتوں) کا علم دے دے، ہاں اللہ چن (select کر) لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔ (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۷۹) (ترجمہ کنز الایمان)

اس قرآنی واقعے سے پتا چلا کہ اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بہت علم دیا **اور یہ بھی معلوم ہوا کہ** آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم شریف کے خلاف (against) بولنا مسلمان کا کام نہیں، غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔

---

126 "قرآن و حدیث اور ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم مُبارک"

قرآنِ پاک اور علمِ غیب:

{1} ترجمہ (Translation): آپ (یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ (کریم) کا فضل بہت بڑا ہے۔ (پ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳) (ترجمہ کنز العرفان) عُلَمائے کرام فرماتے ہیں: آپ کو دین کے مُعاملے میں، شریعت کے مسائل میں اور چھپی ہوئی باتوں (hidden things) کا وہ علم دیا جو آپ نہ

جانتے تھے۔(صراط الجنان، ج۲، ص۳۰۳، مُلخصاً)

{2}ترجمہ(Translation):اور یہ نبی غیب بتانے پر ہر گز بخیل(یعنی کمی کرنے والے) نہیں۔(پ۳۰، سورۃ التکویر، آیت ۲۴)(ترجمہ کنزالعرفان) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: اللہ کریم یوں فرماتا ہے کہ میرے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کو غیب کا علم آتا ہے، وہ تمہیں بتانے میں بخل(یعنی کمی) نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی چھپی ہوئی باتوں کا علم بتا دیتے ہیں۔(بغوی، التکویر، تحت الآیۃ:۲۴، ج۴، ص۴۲۲، مُلخصاً)

حدیثوں میں سے علمِ غیب:

{1}مسلمانوں کے دوسرے(2nd) خلیفہ(حاکم۔caliph)، حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک دن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں مخلوق(creatures) کی پیدائش(birth) سے بتانا شروع کیا(اور بتاتے رہے یہاں تک) کہ جنّتی اپنی مقام پر جنّت میں داخل ہوگئے اور جہنّمی جہنّم میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے(یعنی مخلوق کی پیدائش سے لے کر قیامت کے دن جنّتیوں کے جنّت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک جو جو واقعات(incidents) ہونے ہیں وہ سب ہمیں بتادیے)۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا(بخاری، ج۲، ص۳۷۵، حدیث:۳۱۹۲){2}حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: غزوۂ بدر(یعنی ایک جنگ) سے پہلے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ فلاں(یعنی نام لیا کہ اُس) کافر کے مرنے کی جگہ ہے(یہ کہتے جاتے تھے) اور اپنے ہاتھ کو زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے کہ فلاں فلاں کافر یہاں یہاں مرے گا، پھر کوئی کافر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرّہ(particle) برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں مرا(مسلم، ص۷۵۹، حدیث:۴۶۲۱) بلکہ جس جگہ مرنے کا فرمایا تو بالکل اُسی جگہ مرا۔ **اس حدیث سے پتا چلا کہ** ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کب اور کہاں مَرے گا۔

چند ضروری باتیں:

(۱)شیطان کے علم کو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علم غیب سے زیادہ ماننا خالِص(بالکل) کفر ہے(اور کہنے والا

مسلمان نہیں رہے گا)۔

(۲) حُضُورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علمِ شریف کو بچّوں، جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح کہنا صریح (یعنی واضح اور صاف) کفر ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ اول ص ۱۲۰)

---

127 "حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سچے نبی ہیں"

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا مکّہ کی ایک بہت ہی امیر عورت تھیں۔ ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار (honest) آدمی مل جائے تو اس کے ساتھ اپنا سامان بیچنے (sell کرنے) کے لیے ملکِ شام بھیجیں۔ ابھی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عمر شریف تقریباً پچیس (25) سال ہی تھی مگر آپ کی امانت دار (honest) اور سچا ہونا دور دور تک مشہور (famous) ہو چکا تھی۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو جب آپ کے بارے میں پتا چلا تو آپ نے تجارت (trade) کے لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھیجنا چاہا اور تجارت کا سامان لے جانے کا پیغام (message) بھیجا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی بات مان لی اور تجارت کا مال لے کر ملکِ شام چلے گئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اپنے غلام "مَیْسَرہ" کو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ بھیج دیا تاکہ وہ آپ کے ساتھ رہے (پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے)۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملکِ شام کے مشہور شہر "بصریٰ" کے بازار میں پہنچے تو وہاں ایک عبادت کرنے والے شخص "نَسْطُوْرا" کے بیٹھنے کی جگہ کے قریب ہی رُکے۔ نَسْطُوْرا، مَیْسَرہ (غلام) کو بہت پہلے سے جانتا تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھتے ہی نَسْطُوْرا، مَیْسَرہ (غلام) کے پاس آیا اور پوچھا: کہ اے مَیْسَرہ! یہ کون ہیں جو اس درخت کے نیچے سو رہے ہیں؟ مَیْسَرہ نے جواب دیا کہ یہ مکّے کے رہنے والے ہیں اور ان کا خاندان "بنو ہاشم" ہے، ان کا نام "مُحَمَّد" اور لقب (title) "اَمین" ہے۔ نسطوراء نے کہا کہ: نبی کے علاوہ

(other) اس درخت کے نیچے آج تک کبھی کوئی نہیں آیا۔اس لئے مجھے پکّا یقین (believe) ہے کہ یہی اللہ کریم کے ”آخری نبی“ ہیں۔کیونکہ آخری نبی کی تمام نشانیاں (signs) جو میں نے توریت وانجیل (پہلے آنے والی کتابوں) میں پڑھی ہیں وہ سب میں ان میں دیکھ رہا ہوں۔ **کاش!** میں اس وقت تک زندہ رہتا جب یہ ”اپنے نبی ہونے کا“ اعلان (announcement) کریں گے تو میں ان کی مدد کرتا اور اپنی تمام زندگی ان کے ساتھ گزارتا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں (یعنی تمہیں سمجھاتا ہوں) کہ خبردار (یعنی یہ بات تم پر لازم ہے کہ)! ایک لمحے (one moment) کے لئے بھی تم ان سے الگ نہ ہونا اور بہت محبّت اور احترام (respect) کے ساتھ ان کے ساتھ رہنا کیونکہ اللہ کریم نے ان کو ”**خَاتَمُ النَّبِیّٖن**“ یعنی ”آخری نبی“ بنایا ہے۔(مدارج النبوت، قسم دوم، ج۲، ص۲۷)

اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ پہلے زمانے کے عُلَمائے کِرام بھی اپنی کتابوں میں پڑھ چکے تھے کہ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دنیا میں آئیں گے اور اُن میں کیا کیا نشانیاں (signs) ہونگیں۔اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا۔ **یہ بھی یاد رہے کہ** ہمارے آخری نبی ،”اپنے نبی ہونے کا“ اعلان (announcement) کرنے سے پہلے بلکہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے دنیا میں آنے سے پہلے بھی ”نبی“ تھے، جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا، جب آدم عَلَیْہِ السَّلَام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔(بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ج۲، ص۴۸۴، حدیث:۳۵۳۵)

---

128 ”میں آخری نبی اور میری اُمّت (nation) آخری اُمّت ہے“

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب فجر کی نماز پڑھا دیتے تو تسبیح پڑھتے پھر اپنا برکت والا چہرہ (blessed face) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کی طرف کرلیتے۔اب صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم سے فرماتے: تم میں سے کسی نے

کوئی خواب دیکھا ہے ؟(صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ اپنے خواب بتاتے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان خوابوں کا مطلب بتاتے)ایک مرتبہ حضرت ابن زمل رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! میں نے خواب دیکھا ہے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنا خواب بتاؤ! انہوں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک بڑا راستہ ہے، اچانک (suddenly) مجھے اس کے ایک طرف (one side) خوبصورت ہرے بھرے باغ نظر آئے وہ اتنے خوبصورت باغ تھے کہ کبھی میں نے ایسے باغ نہ دیکھے، ہر طرف سرسبز درخت، پودے (plants) چمک دار اور گیلے (wet) نظر آرہے تھے۔ اس باغ میں ہر قسم کے پودے (all kinds of plants) تھے، پھر اس راستے پر بہت سارے لوگوں کا آنا ہوا۔ ایک گروہ (group) کے لوگ جب اس خوبصورت باغ کے قریب پہنچے تو ان لوگوں نے تکبیر کہی (یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَر" پڑھا) اور اس باغ سے فائدہ اٹھائے بغیر وہ سب لوگ سیدھے چلے گئے۔ پھر کچھ دوسرے لوگوں کا گروہ (group) آیا یہ پہلے والے لوگوں سے بہت زیادہ تھے، یہ باغ اور ہریالی کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی تکبیر کہی (یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہا) یہ لوگ بھی سیدھے اپنے راستے پر چلتے رہے مگر ان میں سے کچھ لوگ اس خوبصورت جگہ رُکے اور تھوڑی بہت نعمت وہاں سے لے کر چلے گئے، ان کے بعد بہت سارے لوگ (3^{rd} group) اس خوبصورت جگہ کے پاس آئے ان لوگوں نے بھی تکبیر پڑھی اور کہنے لگے: یہ سب سے اچھی جگہ ہے اور وہ اس جگہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے رک گئے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں بھی اس خوبصورت باغ کی طرف چلنے لگا جب اس خوبصورت باغ سے آگے بڑھا تو مجھے سات (7) سیڑھیوں والا ایک منبر نظر آیا (یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعے کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں)، اس منبر (muslim pulpit) کی سب سے اوپر والی سیڑھی پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف فرما (یعنی موجود) تھے، اور ایک اونٹنی (camel) دیکھی جس کے پیچھے آپ جارہے ہیں۔

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس خواب کی تعبیر (یعنی مطلب) بیان کرتے ہوئے فرمایا: یہ جو تم نے بڑا راستہ دیکھا یہ ہدایت (یعنی اسلام) کا راستہ ہے جس پر میں تمہیں لایا ہوں، تم اسی راستے پر چلتے رہو اور وہ

خوبصورت ہرے بھرے باغات(green gardens)دنیا اور اس کی راحتیں (یعنی دینا کی نعمتیں) ہیں۔ میں اور میرے صحابہ (رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ) تو دنیا سے فائدہ اٹھائے بغیر ہی چلے گئے۔ پھر ہمارے بعد جو دوسرے لوگ اس دنیا میں آئے اُن میں سے کچھ لوگوں نے دنیا سے بہت تھوڑا فائدہ اٹھایا وہ دوسرا گروہ(2nd group) بھی امتحان میں کامیاب(success) ہو گیا۔ پھر ان کے بعد جو لوگ اس دنیا میں آئے وہ اس کی خوبصورتیوں اور آسائشوں (یعنی دینا کی نعمتوں) سے فائدہ اٹھانے لگے۔ (وہ اس دنیا کے امتحان میں پہلے آنے والوں کی طرح کامیاب نہیں ہوئے) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ o (ترجمہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں(پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۶) (ترجمہ کنز العرفان) پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے فرمایا) اور اے ابن زمل ! تم ہدایت (یعنی اسلام) کے راستے پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ (انتقال کے بعد) مجھ سے ملو گے۔ اور وہ جو تم نے اونٹنی دیکھی جس کے پیچھے میں جارہا ہوں اس سے مراد قیامت ہے۔ ہمارے ہی زمانے میں قیامت آئے گی، نہ میرے بعد کوئی (نیا) نبی آئے گا اور نہ ہی میری اُمّت(nation) کے بعد اس دنیا میں کوئی اُمّت آئے گی۔ (المعجم الکبیر حدیث ۸۱۴۶، ۸/ ۳۶۲ تا ۳۶۷ ملتقطا) (فتاوی رضویہ جلد ۱۵، ص ۷۰۹ ملخصا)

اس روایت سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اللہ کریم کے آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی اُمّت بھی آخری اُمّت ہے، اس کے بعد کوئی اُمّت نہیں آئے گی۔ **یہ بھی معلوم ہوا کہ** جس طرح ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم دنیا کے تمام علم جانتے ہیں اسی طرح آپ خوابوں کا علم بھی جانتے ہیں۔

---

129 "آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم"

{1} اللہ کریم نے انسان کو پیدا کیا، اچھے بُرے کی سمجھ (یعنی عقل) دی اور انسان جو کام کرنا چاہے اس کے لئے مختلف اسباب(different reasons) اور سامان بھی دیے۔ یہ دنیا اصل میں انسان کے لیے امتحان(exam)

ہے کہ وہ اللہ کریم کے حکم پر عمل کر کے اس امتحان میں کامیاب (success) ہوتا ہے یا اس کی نافرمانی (disobedience) کر کے ناکام (faile) ہو جاتا ہے۔ جو اس امتحان میں کامیاب ہو گا اُس کے لیے جنّت میں کبھی نا ختم ہونے والی زندگی اور ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اللہ کریم نے انسانوں پر یہ کرم بھی فرمایا کہ اُن میں سیدھا (یعنی اسلام کا) راستہ بتانے والے، اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بھیجا اور سب سے آخر میں ہمارے آخری نبی، محمّدِ مدنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھیجا{2} مسلمان ہونے کے لیے اس بات پر یقین (believe) کرنا بہت زیادہ ضروری (very important) اور لازم ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی طرح کا کوئی نیا نبی، کوئی نیا رسول نہ آیا ہے، نہ آسکتا ہے اور نہ آئے گا{3} جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں یا آپ کے انتقال کے بعد کسی اور کو نبی مانے یا یہ عقیدہ (belief) رکھے کہ کوئی نیا نبی ہو سکتا ہے، تو وہ "کافر" ہے (بہارِ شریعت ج۱، ص۶۳ ماخوذاً) {4} ہمارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نائب (deputy) کے طور پر تشریف لائیں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُمّت میں سے ہوں گے۔ (خصائص کبریٰ، ج۲، ص۳۲۹)

قرآنِ پاک اور آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): "محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) تمہارے مردوں (men) میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ (کریم) کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ (کریم) سب کچھ جاننے والا ہے۔" (ترجمہ کنزالعرفان) (پ۲۲، الاحزاب: ۴۰)

احادیثِ مبارکہ اور آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

{1} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔ (ترمذی، ج۴، ص۱۲۱، حدیث ۲۲۷۹)

{2} فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمّت (nation) نہیں۔ (معجم کبیر، ج۸، ص۱۱۵، حدیث: ۷۵۳۵)

{3} **حضرت ابوہریرہ** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ **فرماتے ہیں کہ حضور** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم **نے فرمایا: میری اور دوسرے نبیوں** (عَلَیْہِمُ السَّلَام) **کی مثال اس محل (castle) کی طرح ہے جس کی تعمیر (construction) بہت اچھی کی گئی اور اس میں ایک اینٹ (brick) کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے (حیران (surprised) ہوتے) تھے مگر اُس اینٹ پہ (کہ یہ جگہ خالی تھی اور اس سے خوبصورتی میں کمی ہورہی تھی) تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ پُر کردی (یعنی اب وہ محل مکمل ہوگیا اور کوئی جگہ باقی نہ رہی، مکمل خوبصورت ہوگیا) مجھ پر اَنْبِیَاء** (عَلَیْہِمُ السَّلَام) **ختم کردیئے گئے اور مجھ پر رسول** (عَلَیْہِمُ السَّلَام) **ختم کردیئے گئے۔ وہ آخری اینٹ (brick) میں ہی ہوں اور نبیوں** (عَلَیْہِمُ السَّلَام) **میں آخری نبی** (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) **ہوں۔** (مراۃ شرح مشکوۃ جلد ۸، ص ۷ سوفٹ ائیر مع بخاری، ج ۲، ص ۴۸۴، حدیث: ۳۵، ۳۵۳۴ مع مسلم، کتاب الفضائل، ص ۹۶۶، حدیث: ۵۹۶۳)